دارالعلوم دیوبند اور ردِّ شیعیت

از: مولانا محمد اللہ قاسمی

ہندوستان میں اکثر مسلم سلطنتیں اور مغلیہ حکومت کے سربراہان اہل السنۃ والجماعۃ تھے؛ البتہ ملک میں کہیں کہیں شیعہ حکومتیں یا ریاستیں بھی قائم ہوئیں جن میں جون پور کی شرقی سلطنت (۱۳۹۴ء تا ۱۴۷۹ء) اور فیض آباد و لکھنؤ کی اودھ حکومتیں (۱۷۲۲ء تا ۱۸۵۸ء) زیادہ نمایاں ہوئی ہیں۔ ایران کے شیعی صفوی حکومت نے ہمایوں بادشاہ کو پناہ دی اور اسے ہندوستان کی حکومت دوبارہ دلانے اور سوری بادشاہ کو شکست دینے میں بھرپور تعاون دیا۔ اس کے بعد سے شاہانِ مغلیہ کے ایران کے ساتھ اچھے مراسم رہے اور اس کی وجہ سے شیعی عناصر کا حکومت میں عمل دخل رہا۔ خصوصاً اورنگ زیب عالم گیر کے انتقال کے بعد جب مغلیہ حکومت کمزور پڑنے لگی تو ان شیعی عناصر نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی اور بادشاہ ان کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنے رہے۔ لال قلعہ میں تعزیہ داری اور شہزادوں کا اس میں پوری دل چسپی سے حصہ لینا یہ سب کچھ شیعی اقتدار کا ثمرہ تھا۔ شیعی عناصر معتدد بادشاہوں کا تختہ پلٹنے حتی کہ ان کی ایذا رسانی وقتل کی سازشوں میں بھی شریک رہے۔ شیعوں کے دورِ عروج میں ان کے خلاف زبان کھولنا کچھ آسان نہیں تھا۔ عام مسلمانوں کا عالم یہ تھا کہ بڑے بڑے سنی جاگیرداران شیعہ عناصر کی دار و گیر کے خوف سے اہلِ تشیع ہونے کا اعلان واظہار کر دیا تھا۔

اس ماحول میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اس فتنہ کا ادراک کر لیا تھا اور ''اِزالۃ الخفاء فی خلافۃِ الخُلفاء'' اور ''قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین'' کے ذریعہ اہل السنۃ والجماعۃ کے موقف کو دلائل و براہین کے ساتھ پیش فرمایا اور دشمنانِ صحابہ پر ضرب کاری لگائی۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے بعد آپ کے فرزند و جانشین حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے ''تحفۂ اثنا عشریہ'' لکھ کر روافض کے سامنے ایک ایسا چیلنج کھڑا کر دیا جس کا علمی جواب ان کے پاس نہ تھا۔ ان کوششوں کی وجہ سے ان

حضرات کو شیعوں کے مظالم کا نشانہ بننا پڑا۔

ہندوستان سے شیعی اثرات کا ازالہ

دارالعلوم ایک ایسے وقت میں قائم ہوا جب کہ انگریزوں نے لکھنؤ کی شیعی حکومت کا ۱۸۵۷ء میں الحاق کر کے اس کا وجود مٹا دیا تھا؛ لیکن اودھ کی شیعی حکومت اور سلطنتِ مغلیہ میں ان کے گہرے اثرات کی وجہ سے ان کے مذہبی عقائد کی چھاپ پورے ہندوستان پر پڑ گئی تھی۔ پورے ہندوستان میں شیعی عقائد اور ان کے مشرکانہ رسوم اس طرح غیر شیعہ مسلمانوں کے دل و دماغ میں رچ بس گئے تھے کہ اگر ان کو صحیح طور پر کلمۂ شہادت بھی ادا کرنا نہ آتا ہو؛ مگر وہ تعزیہ داری اور اس کے ساتھ عقیدت مندی کا والہانہ جذبہ سینوں میں موج زن رکھتے تھے اور اس کو اپنے مسلمان ہونے کی سند سمجھتے تھے۔ سنی مسلمانوں کی مسجدوں میں تعزیے رکھے رہتے تھے اور ان کے محلوں میں چبوترے بنے ہوتے۔ محرم کے مہینے میں سنی مسلمان بڑی عقیدت سے تعزیہ اٹھاتے۔ حیرت ناک بات یہ تھی کہ شیعہ اتنے بڑے ملک میں سنیوں کے مقابل میں مٹھی بھر تھے؛ لیکن کروڑوں اہل السنۃ والجماعۃ مسلمانوں کے دلوں میں شیعوں نے اپنے سارے عقائد و مراسم، جذبات و خیالات کی چھاپ ڈال دی تھی اور پورے ہندوستان کو شیعیت کے رنگ میں رنگ دیا تھا۔

ایسے نازک حالات میں جب کہ ہندوستان میں بیرونی حملوں سے مسلمانوں کے دین و ایمان کو بچانے کی کوششیں جاری تھی، دارالعلوم دیوبند کے اکابرین نے شیعیت اور سبائیت کے فتنہ سے بھی مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کی سعیِ بلیغ کی۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی کے ان جانشینوں نے ناموسِ صحابہؓ کے دفاع اور مسلمانوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح میں نہایت وقیع اور گراں قدر خدمات انجام دیں۔ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی ''ہدیۃ الشیعہ'' اور ''اَجوِبۂ اربعین''، جس میں اس فرقہ کے ذریعہ اٹھائے گئے سوالوں کا بھرپور جواب دیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی ''ہدایۃ الشیعہ'' طبع ہوئی، اس میں شیعی پروپیگنڈوں کا بہت مسکت جواب لکھا گیا۔

حضرت نانوتویؒ نے عملی طور پر تعزیہ داری اور دیگر شیعی رسوم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا بیڑا اٹھایا۔ اس کی ابتدا قصبہ دیوبند ہی کی ایک مسجد سے ہوئی۔ حضرت نانوتوی اور ان کے ایک مرید حاجی محمد یاسین عرف دیوان جی نے اعلان کر دیا کہ اب تعزیہ نہیں اٹھے گا، قصبہ کے شیوخ

مرنے مارنے پر آمادہ ہوگئے؛ لیکن دیوبند کے اہلِ حرفہ حضرت نانوتویؒ کے ساتھ کھڑے ہوگئے، پھر بالآخر مخالفین مغلوب ہوگئے اور تعزیہ کے ڈھانچہ کو توڑ کر پھینک دیا گیا۔ قصبہ کے دوسرے محلوں کے مسلمانوں کو بھی احساس ہوا کہ علمائے حق تعزیہ داری کی مشرکانہ رسم کے مخالف ہیں تو انھوں نے بھی اسے سنجیدگی سے سوچا اور اپنے اپنے محلوں کی مسجدوں سے تعزیوں کے ڈھانچے نکال کر باہر پھینک دیے۔ اس طرح قصبہ دیوبند کے سنی مسلمانوں کے دلوں سے اس مشرکانہ عقیدہ کے جراثیم دور ہوئے۔ حضرت نانوتویؒ نے اپنے متعدد خطوط میں شیعوں کے پیدا کردہ شکوک اور ان کی خرافات کا پردہ فاش کیا ہے۔ ایسے خطوط اکثر فارسی زبان میں ہیں اور کچھ خطوط اردو میں بھی ہیں جو آپ کے مجموعۂ مکاتیب ''فیوض قاسمیہ'' میں شامل ہیں۔ حضرت نانوتویؒ کی کوششوں سے سادات کے متعدد گھرانے شیعیت سے تائب ہوکر سنی ہوئے۔

حضرت نانوتویؒ کے بعد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ عملی جدوجہد کے میدان میں آئے۔ آپ نے ریاست بھاول پور میں شیعوں سے لوہا لیا اور انھیں شکست فاش دی۔ ردشیعیت میں آپ کی بلند پایہ تصنیف ''ہدایاتُ الرشید فی اِفحام العنید'' ہے جو پونے نو سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور اس موضوع کی مدلل اور مفصل ترین کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔ شیعوں کے ساتھ مناظروں کے تجربہ سے دیگر علمائے حق کو روشناس کرانے کے لیے آپ نے ایک دوسری کتاب ''مطرقۃ الکرامہ'' لکھی۔ حضرت نانوتویؒ کے ایک دوسرے شاگرد حضرت مولانا رحیم اللہ بجنوریؒ نے بھی شیعوں کے رد میں اہم علمی کارنامہ انجام دیا۔ ردِشیعیت سے متعلق انھوں نے کئی علمی یادگاریں چھوڑیں۔

بعد کے دور میں شیعیت اور سبائیت کے رد میں نمایاں خدمات انجام دینے والوں میں امام اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنویؒ کا نام نامی سرِفہرست ہے۔ حضرت مولانا لکھنویؒ نے اس اہم موضوع کے ہر ہر گوشے سے متعلق اس قدر معلومات فراہم کردیں کہ اس باب میں ان کا کوئی ہم پلہ نظر نہیں آتا۔ آپ نے مناظروں اور تقاریر کے ذریعہ شیعی ایوانوں میں زلزلہ برپا کردیا اور تاعمر شیعیت کے خلاف شمشیرِ براں بنے رہے۔ دیگر علمائے دیوبند خصوصاً حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے آپ کے ساتھ بھرپور تعاون کیا۔

دارالعلوم نے صرف رسمی تعلیم پر اکتفا نہیں کیا؛ بلکہ پورے مسلم معاشرہ کے اعمال وعقائد کی اصلاح کا بیڑا بھی اٹھایا۔ قیامِ دارالعلوم کے کچھ عرصہ بعد ہی علمائے حق نے بدعات وخرافات اور

مشرکانہ رسوم وعقائد کے خلاف جو چومکھی لڑائی چھیڑی، اس جنگ میں علمائے حق کے ایک حریف شیعہ بھی تھے۔ علمائے دیوبند کی انھیں مخلصانہ تبلیغی واصلاحی کوششوں سے آہستہ آہستہ سنی مسلمانوں سے شیعی اثرات دور ہوئے اور انھوں نے شیعی رسوم وخرافات سے توبہ کی۔

ناموسِ صحابہؓ کا دفاع

علمائے دارالعلوم دیوبند تمام صحابہؓ کی عظمت کے قائل ہیں؛ البتہ ان میں باہم فرقِ مراتب ہے تو عظمتِ مراتب میں بھی فرق ہے؛ لیکن نفسِ صحابیت میں کوئی فرق نہیں؛ اس لیے محبت و عقیدت میں بھی فرق نہیں پڑسکتا پس ''الصَّحابۃُ کُلُّھُم عَدُول'' اس مسلک کا سنگ بنیاد ہے۔ صحابۂ کرام حضور ﷺ کے بعد خیر القرون میں ہیں اور پوری امت کے لیے معیارِ حق ہیں۔ علمائے دیوبند انھیں غیر معصوم ماننے کے باوجود ان کی شان میں بدگمانی اور بدزبانی کو جائز نہیں سمجھتے اور صحابہؓ کے بارے میں اس قسم کا رویہ رکھنے والے کو حق سے منحرف سمجھتے ہیں۔ علمائے دیوبند کے نزدیک ان کے باہمی مشاجرات میں خطا وصواب کا تقابل ہے، حق وباطل اور طاعت ومعصیت کا نہیں؛ اس لیے ان میں سے کسی فریق کو تنقید وتنقیص کا ہدف بنانے کو جائز نہیں سمجھتے۔ علمائے دیوبند حضراتِ شیخین کی تفضیل کے قائل ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عظمت و احترام کے قائل ہیں؛ لیکن بدقسمتی سے ہندوستان میں انگریزوں کی سازش سے ایسی صورتِ حال پیدا ہوئی کہ شیعوں کی طرف سے حضراتِ صحابۂ کرامؓ کی شان عالی میں تبرا (نفرت) بازی کی جانے لگی اور اس کی وجہ سے شیعہ سنی کشیدگی پھیلنے لگی۔ اس نازک دور میں تبرا باز شیعوں کے جواب میں حضرات علمائے دیوبند نے تحریکِ مدحِ صحابہؓ شروع کی۔ حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ اور حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ وغیرہ علمائے کرام نے اس میں سرگرم حصہ لیا۔ حضرت مدنیؒ نے مقامِ صحابہؓ پر کامیاب مضامین لکھے اور جب وقت کی سیاسی آندھیوں نے قافلۂ اسلام کی صفِ اول پر یلغار کی تو حضرت مدنی نے صحابہؓ کے معیارِ حق ہونے پر وہ مباحث تحریر فرمائے، جو عصر حاضر کا سرمایۂ فخر ہیں۔

قیامِ پاکستان کے بعد اس موضوع پر مستقلاً تنظیم اہل السنۃ والجماعۃ، تحریک اہلِ سنت وغیرہ ناموں سے مختلف جماعتیں قائم ہوئیں، جن میں سید نورالحسن شاہ بخاری، مولانا عبدالستار تونسوی، علامہ دوست محمد قریشی اور ان کے رفقائے کار نے قابلِ قدر کام کیا؛ جب کہ حضرت مولانا سید

عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور مولانا قاضی مظہر حسین وغیرہ حضرات نے تحریک مدحِ صحابہؓ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور شیعیت کو دنداں شکن جواب دیا۔ ان بزرگوں کے علاوہ مولانا ولایت حسین رئیس دیورہ صوبۂ بہار، مولانا محمد شفیع سنگتھروی، مولانا لطف اللہ جالندھری، مولانا یوسف لدھیانوی وغیرہ علمائے دیوبند نے بھی اس محاذ پر گراں قدر خدمات انجام دیں۔

۱۹۷۹ء میں جب خمینی کے زیر قیادت ایران میں انقلاب آیا اور شیعی حکومت قائم ہوئی۔ شیعی حکومت نے زبردست پروپیگنڈہ کے ذریعہ اسے اسلامی انقلاب کا نام دیا اور ملتِ اسلامیہ کے بیشتر افراد اس پروپیگنڈہ کی زد میں آگئے۔ پورے عالمِ اسلام خصوصاً برِصغیر میں ایرانی انقلاب کو صالح اسلامی انقلاب سمجھا جانے لگا۔ اس صورتِ حال کو دیکھ کر علمائے دیوبند میدان میں آگئے اور انھوں نے ایران کے اس نام نہاد اسلامی انقلاب کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ اس سلسلہ میں خاص طور سے حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی کتاب ''ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت'' نے ایرانی انقلاب کا خیر مقدم کرنے والوں کی آنکھیں کھول دیں اور ان کے سامنے حقیقت بے نقاب ہوکر آگئی۔

علمائے دیوبند کا یہ قابلِ فخر کارنامہ ہے کہ انھوں نے برصغیر کو شیعوں کے ہمہ گیر اثرات سے پاک کیا اور اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد وافکار کی حفاظت واشاعت کا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا۔ علمائے دیوبند نے کتابوں، فتاوی اور بیانات کے ذریعہ امتِ مسلمہ کی بھرپور رہنمائی فرمائی اور اب بھی حسبِ ضرورت الحمدللہ یہ سلسلہ جاری ہے۔ دارالعلوم میں تخصصات میں داخل طلبہ کو دیگر ادیان وفرق کے ساتھ شیعیت کے سلسلہ میں بھی محاضرات پیش کیے جاتے ہیں۔

ردشیعیت میں علمائے دیوبند کی تصنیفی خدمات

(۱) ہدیۃ الشیعہ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۲) الاجوبۃ الخاملۃ فی الاسولۃ الخاملۃ، حضرت نانوتویؒ (۳) اجوبہ اربعین در ردِ روافض، افادات حضرت نانوتویؒ، مرتب: صوفی عبد الحمید خان سواتی (۴) ہدایۃ الشیعہ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۵) ہدایات الرشید اِلی اِفحام العنید، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (۶) مطرقۃ الکرامۃ فی مرآۃ الامامۃ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ (۷) اِبطالُ اصولِ الشیعہ، حضرت مولانا حکیم محمد رحیم اللہ بجنوریؒ (۸) الکافی للاعتقاد فی الصافی، حضرت مولانا حکیم رحیم اللہ بجنوریؒ (۹) المنار رسائل السنہ والشیعہ، حضرت

مولانا حکیم رحیم اللہ بجنوریؒ (۱۰) ارشاد الثقلین، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی (۱۱) دفع المجادلہ عن آیات المباہلہ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ (۱۲) عثمان ذوالنورین، حضرت مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ (۱۳) فتنۂ رفض، حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانیؒ (۱۴) ایرانی انقلاب خمینی اور شیعیت، حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی (۱۵) شیعہ اثنا عشری اور عقیدۂ تحریفِ قرآن، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی (۱۶) شیعہ سنی اختلافات: حقائق کے آئینہ میں، مولانا محمد منظور نعمانی (۱۷) شیعہ سنی اختلافات اور صراط مستقیم، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی (۱۸) اسلام اور شیعہ مذہب، مولانا امام علی دانش قاسمی لکھیم پوری (۱۹) محاضراتِ ردشیعیت، مولانا محمد جمال میرٹھی (۲۰) حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق، حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی (۲۱) اکابرِ صحابہ اور شہدائے کربلا پر افتراء، مولانا عبدالرشید نعمانی (۲۲) حقیقتِ شیعہ، مولانا عبدالرشید نعمانی (۲۳) براءتِ عثمان، مولانا ظفر احمد عثمانی (۲۴) ارشاد الشیعہ، مولانا سرفراز خان صفدر (۲۵) ازالۃ الشک فی مسئلۃ فدک، مولانا عبدالستار تونسوی (۲۶) شان حضرت فاروق اعظمؓ، مولانا عبدالستار تونسوی (۲۷) شان سیدنا عثمان بن عفانؓ، مولانا عبدالستار تونسوی (۲۸) شان حیدر کرارؓ، مولانا عبدالستار تونسوی (۲۹) خمینیت: عصرِ حاضر کا عظیم فتنہ، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی (۳۰) شیعیت قرآن و حدیث کی روشنی میں، مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی (۳۱) شیعہ مذہب دین و دانش کی کسوٹی پر، مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری (۳۲) واقعۂ کربلا اور اس کا پس منظر، مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی (۳۳) عقائد الشیعۃ، مفتی محمد فاروق میرٹھی (۳۴) شیعہ مذہب تاریخ کے آئینے میں، حضرت مولانا محمد جمال استاذ دارالعلوم دیوبند۔

❁ ❁ ❁